ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا
مصنف
شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحاج الحافظ
مدظلہ العالی
مفتی محمد فیض احمد اُویسی
www.faizahmedowaisi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ھاتھ اُٹھا کر دُعاء مانگنا

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، شمس المصنفین، مفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمۃ القوی

وجہ تالیف

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدللّٰہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسّلام علی من لانبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ معہ

اما بعد! فقیر خیر پور ناتھن شاہ ضلع دادو سندھ حضرت سیّد علاّمہ چھٹل شاہ صاحب کے دارالعلوم میں بیٹھا تھا کہ کسی نے کہا کہ ایک قاری سعودیہ سے واپس آ کر نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کو بدعت کہتا ہے اور دلیل صرف یہی کہ امام الحرمین نہیں مانگتے۔ فقیر نے اس وقت چند کتابوں سے احادیث مبارکہ لکھوا کر قاری کو کہلوا بھیجا کہ دین سعودی نجدی اماموں کے عمل کا نام نہیں دین رسول اللّٰہ ﷺ کے قول وعمل کا نام ہے۔ سعودی اماموں کا نماز کے بعد دعاء نہ مانگنا ان کی بدبختی کی دلیل اور حضور سرور عالم ﷺ کا معجزہ ہے جب آپ ﷺ سے نجد کے لئے دعائے خیر مانگنے کا عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس ملک کے لئے کیسی دعاء جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع کرے گا اور وہاں فتنے اور زلزلے پیدا ہوں گے اور وہ زلزلے اور فتنے یہی ہیں کہ وہ مسائل وعقائد ومعمولات جو برسوں سے متفق چلے آرہے تھے ان پر یکسر شرک وبدعت کا فتویٰ جڑ دیا اور مرکز اسلام (حرمین طیبین) پر قبضہ جما کر امت مسلمہ کو آزمائش اور امتحان میں ڈال دیا کہ عوام سمجھتے ہیں کہ جب مکہ ومدینہ میں ایسا ہے تو پھر یہی دین نہیں تو اور کیا ہے، حالانکہ دورِ نجدیہ میں ہی حرمین میں جتنا عقائد واحکام شرعیہ کے خلاف ہو رہا ہے اتنا کسی بھی دور میں نہ ہوا اور خدا کرے آئندہ نہ ہو اس کی ایک مثال یہی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا مسئلہ بھی ہے کہ یہ حضور سرور عالم ﷺ کی محبوب سنّت اور مخ العبادۃ (عبادت کا مغز) ہے خیر القرون سے لے کر تا حال ہر اسلامی ملک اور علاقہ میں معمول ہے لیکن نجدی امام محض اپنی بد دماغی سے نہ مانگیں تو اسے ناجائز نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ نجدی امام بھی جائز تو مانتے ہیں لیکن عدیم الفرصتی کے بہانہ پر مانگتے نہیں خود ان سے پوچھ لیجئے۔

فقیر کو خیال گذرا کہ چونکہ آج کل لوگ ریال کمانے اور الحمدللّٰہ حج وعمرہ سستا ہو جانے سے عوام اہل اسلام حرمین طیبین کی آمدورفت زیادہ رکھنے لگ گئے ہیں کہیں وہ قاری مذکور کی طرح سعودیوں کی دیکھا دیکھی اس محبوب عبادت سے محروم نہ ہو جائیں ان روایات واحادیث کو یکجا کر کے رسالہ تیار کر دوں تاکہ دوسرے مسائل کی طرح یہ بھی محفوظ ہو جائے۔

نوٹ: یاد رہے کہ نماز کے بعد ویسے بھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت رسول اللّٰہ ﷺ ہے۔ لیکن جو لوگ نجدیوں کے عاشق

دمتوالے اوران کے ریال کے دیوانے ہیں وہ ان کے ہر غلط وصحیح عمل کو سنت اوراس کے خلاف کو بدعت کہنے کے عادی ہیں اور یہ انکار صرف قاری مذکور کا نہیں، سندھ کی تخصیص نہیں سرحد، پنجاب ودیگران علاقہ جات میں جہاں بھی نجدیوں کے پروانے دیوانے ہیں سب کے سب اسی بیماری کا شکار ہیں۔ فقیر کی جمع کردہ روایات یہ ہیں۔

احادیثِ مبارکہ

یادرہے کہ صحابہ کے اقوال وافعال بھی اصطلاح حدیث میں احادیث کے حکم میں ہیں بالخصوص وہ امور جن میں عقل کو دخل ہو۔

(۱) عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْمَسْأَلَةُ اَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ

(سنن ابوداود، کتاب الصلاۃ، الباب الدعاء، الجزء 4، الصفحة288، حدیث1274)

(مصنف عبدالرزاق، الجزء 2، الصفحة250)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ اس قاعدہ پر مبنی ہے کہ دعاء مانگتے وقت ہاتھ کاندھوں کے برابر اُٹھانے چاہئیں۔

فائدہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ ''اشعۃ اللمعات'' میں یوں کیا ہے:

''گفت ابن عباس که ادب دُعا وسوال این است که برداری هر دو دست تا برابر هر دودوش''۔

یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دُعا کے آداب سے یہ ہے کہ ''دُعا مانگنے والا اپنے ہاتھوں کو دونوں مونڈھوں تک اٹھائے''۔

قاعدہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول ایک قاعدہ اور ضابطۂ اسلام کی حیثیت سے ہے کہ دعاء مانگنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جائے اس میں بندے کے عجز ونیاز کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اپنے مالک سے گویا عرض گذار ہے کہ خالی ہاتھ پھیلانا میرا کام ہے اسے رحمت اور فضل وکرم سے بھر دینا تیرا کام۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو دعا میں ہاتھ اُٹھانے سے منع کرتا ہے تو گویا بوجہ جہالت آدابِ دُعا سے ناواقف ہے، وہ کیوں صرف اس لئے کہ اسے سنتِ رسول ﷺ سے کیا غرض وہ تو مجنوں ہے لیلائے نجد کا۔

(۲) حدثنا الحسن بن حماد الكوفي، حدثنا محمد بن فضيل، عن يزيد بن أبي زياد، عن سليمان بن عمرو بن الأحوص الأزدي، قال :حدثني أبو هلال، صاحب هذه الدار عن أبي برزة

الأسلمی ، أن النبی صلی اللہ علیه وسلم رفع یدیه فی الدعاء حتی رئی بیاض إبطیه

(مسند ابی یعلی الموصلی ، کتاب حدیث ابی برزۃ الاسلمی، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم، الباب رفع یدیه فی الدعاء حتی رء بیاض ابطیه، الجزء 15، الصفحة247،حدیث7274)

(مجمع الزوائد ، الباب الجزء 10، الجزء 10، الصفحة168)

یعنی حضور اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی ۔

فائدہ: عاشقانِ نجد ہر مسئلہ میں یہی فرماتے ہیں کہ ہمیں تو صحیح حدیث چاہیے لو صاحب یہ صحیح حدیث حاضر ہے اور ہے بھی حضور سرورِ عالم ﷺ کا اپنا عمل مبارک "لیکن جس پر نجدیت کا بھوت سوار ہو وہ کیا جانے رسول اللہ ﷺ کے عمل پاک کو"۔

(۳) عَنْ السَّائِبِ بْنِ یَزِیدَ عَنْ أَبِیهِ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ یَدَیْهِ مَسَحَ وَجْهَهُ بِیَدَیْهِ

(سنن ابی داؤد ، کتاب الصلاۃ ،الباب الدعاء ، الجزء 4، الصفحة289،حدیث1275)

(مسند احمد ، کتاب مسندالشامیین ،الباب حدیث یزید بن السائب بن یزید رضی اللہ عنه، الجزء 36، الصفحة374،حدیث17264)

(المعجم الکبیر للطبرانی ، الباب 5، الجزء 16، الصفحة111)

(رواہ البیهقی فی الدعوات الکبیر، تفسیر مظهری صفحه۲۷۳ ،شرح مشکوٰۃ ،جلد۲ ،صفحه۱۹۶)

یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ تحقیق نبی کریم ﷺ جس وقت بھی دُعا مانگتے ، ہاتھ اُٹھاتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے چہرہ مبارک کو مَس کرتے تھے۔

فائدہ: مندرجہ بالا احادیثِ مبارکہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ دُعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تھے تو حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مغفرت کے لئے بھی آپ نے دُعا مانگی، اور ہاتھ بھی اُٹھائے ۔ اب منکر دُعا کے لئے نفی پر کوئی دلیل لانی ہوگی، ورنہ فقط "میں نہ مانوں" سے کام نہیں چلے گا۔

قاعدہ: مسائل شرعیہ کا قانون ہے کہ جو شخص کسی عمل سے روکے اسے صریح حدیث شریف پیش کرنا لازم ہے از خود روکتا ہے تو وہ اسلام کا باغی کہلاتا ہے اسی لئے ہم دعاء کے وقت ہاتھ اٹھانے یا دیگر مشہور مسائل کے مانعین کو اسلام کا باغی سمجھتے ہیں۔

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز ،الباب مایقال عندد خول القبور والدعاء لاھلھا، الجزء 5، الصفحة 102 ،حدیث 1619)

(مسند احمد، کتاب باقی مسند الانصار، الباب باقی المسند السابق، الجزء 52، الصفحة 328 ،حدیث 24671)

(المسند الجامع ، الباب 10، الجزء 49، الصفحة 320)

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور اکرم ﷺ حجرہ سے باہر تشریف لے گئے اور میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلی گئی، حتیٰ کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے طویل قیام کیا اور آپ ﷺ نے تین دفعہ ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پوچھنے پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے اپنی اُمت کے مُردوں کے لئے دُعائے مغفرت کرنے کا حکم دیا تھا۔

فائدہ: مُردوں کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعائے مغفرت کرنا سرکار دو عالم ﷺ کے فعلِ مبارک اور صحاح ستہ کی مستند کتاب مسلم شریف سے ثابت ہو گیا۔

حضرت امام نووی شارح مسلم رحمۃ اللہ علیہ اسی جگہ فرماتے ہیں:

فِيهِ :اِسْتِحْبَاب إِطَالَة الدُّعَاء وَتَكْرِيره ، وَرَفْع الْيَدَيْنِ فِيهِ .

(شرح النووی علی مسلم، کتاب الجنائز ،الباب مایقال عندد خول القبور والدعاء لاھلھا، الجزء 3، الصفحة 401، حدیث 1619)

یعنی حضور اکرم ﷺ کے اس فعل سے دُعا کا لمبا مانگنا اور مکرر مانگنا اور دُعا میں ہاتھوں کے اُٹھانے کا مستحب ہونا ثابت ہو گیا۔

فائدہ: اس حدیث مبارک سے ثابت ہو گیا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے مُردوں کی دُعائے مغفرت کے لئے تین دفعہ ہاتھ اُٹھائے تو ان بیچارے منکرین کا کیا حشر ہو گا جو حضور اکرم ﷺ کے فعلِ مبارک کی مخالفت کرتے ہوئے ایک دفعہ ہاتھ اُٹھانے کو بھی بدعت و گمراہی کہتے ہیں، تو ان کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ کے فعلِ مبارک کو بدعت کہنا معمولی جرم نہیں بلکہ اسلام سے بغاوت کے مترادف ہے لیکن ان باغیوں سے پوچھئے کون ہیں جو اہل اسلام کو قدم قدم پر شرک و بدعت کے فتوؤں سے پریشان کر رہے ہیں۔ دنیا میں بچ کر نکلے تو ان شاء اللہ کل قیامت میں ان باغیوں کو دیکھنا کہ ان کا حشر شداد و ہامان کے ساتھ ہو گا۔

فائدہ: اس حدیث مبارک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زندہ لوگ مُردوں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں تبھی تو حضور ﷺ نے دعا

مانگ کرامت کو تعلیم دی کہ اہل اموات کو فائدہ پہنچانے کومت بھولو۔

(۵) صحابیٔ رسول حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ابوعامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جنگ میں شریک ہوئے۔ ابوعامر جنگ میں شہید ہوگئے تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عبید ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر دے کر ان کا پیغام دیا:

فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، الباب فضائل ابی موسی وابی عامر الاشعریین رضی الله عنهما، الجزء 12، الصفحة 297، حدیث 4554)

(السنن الکبری للنسائي، الباب الحزء 5، الجزء 5، الصفحة 241)

(المسند الجامع، الباب 6، الجزء 27، الصفحة 246)

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر وضو فرمایا اور اپنے ہاتھ اُٹھا کر یوں دُعا کی "اے اللہ! اپنے بندے ابی عامر کی مغفرت فرما۔" راوی بیان کرتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اس قدر اُٹھائے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی کی زیارت کی۔

فائدہ: بفضلہٖ تعالیٰ مستند احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوگیا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نئے فوت شدہ مُردے کے لئے بطورِ فاتحہ خوانی ہاتھ اٹھا کر دُعائے مغفرت فرمائی۔

اب جو شخص یہ کہتا ہے کہ میّت کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعائے مغفرت کرنا بدعت ہے، تو وہ فعلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناجائز کہہ کر خود کو دائرۂ اسلام سے خارج کر رہا ہے۔ اس حدیث پاک کے ہوتے ہوئے بھی کسی شخص کا یہ کہنا کہ میّت کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت نہیں، محض دعویٰ باطل ہے اور اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں، بلکہ ایسا کہنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر بہتان باندھنا ہے۔

فائدہ: جو لوگ علومِ اسلامیہ سے واقف نہیں ہیں وہ خلافِ حقیقت بات کہہ کر ذرّہ بھر جھجک بھی محسوس نہیں کرتے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری سے لے کر آج تک اُمّتِ مسلمہ میں سے سوادِ اعظم (کثیر جماعت) کا طریقہ یہ ہے کہ میّت کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعائے مغفرت کرتے ہیں اور فقط چند آدمی ہیں جو کہ ہاتھ اُٹھا کر دُعائے مغفرت کرنے کو

بدعت وناجائز کہتے ہیں۔اور لطف یہ ہے کہ ان چند آدمیوں کے آباؤ اجداد بھی کل تک ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگتے رہے ہیں، تو مسلمانوں کی اکثریت کے مقابلہ میں اور دلائل قاہرہ کی موجودگی میں چند تخریب پسند عناصر کو سچا کیسے کہا جا سکتا ہے؟

دلائل: جملہ مسائل اسلامیہ کے اصول و سرچشمہ ہیں: (۱) قرآن پاک (۲) حدیث شریف (۳) اجماع امت (۴) قیاس۔ عموماً اور خصوصاً میت کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعائے مغفرت کرنا سنت سے ثابت ہے جیسا کہ مذکورہ بالا مستند احادیث سے واضح ہے اور اجماع امت کے ساتھ بھی ثابت ہے کہ چودہ سو سال سے اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے اپنے فوت شدہ مسلمان بھائی کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعائے مغفرت مانگتے آئے ہیں۔

احادیثِ مبارکہ

(۱) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَنْ تَجْتَمِعَ اُمَّتِی عَلَی الضَّلَالَۃِ

(المعجم الکبیر للطبرانی، الباب 3، الجزء 11، الصفحۃ 78)

یعنی میری اُمت گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی۔

مزید ارشاد فرمایا:

(۲) اتبعوا سواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النّار۔ (سنن ابنِ ماجہ)

یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو جو بڑی جماعت سے کٹ گیا وہ جہنم میں گیا۔

بڑی جماعت سے مراد مسلمانوں کے مختلف گروہوں میں سے بڑا گروہ ہے۔

فائدہ: فاتحہ خوانی کے موقع پر جب کثیر مجمع میں تقریباً سب لوگ ہاتھ اٹھا کر میت کے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہوتے ہیں اور صرف دو یا تین آدمی دُعا نہیں مانگ رہے ہوتے، تو وہ اپنے تئیں تو بڑے دیندار بن رہے ہوتے ہیں حالانکہ درحقیقت وہ مسلمانوں کی بڑی جماعت کے طریقے کی خلاف ورزی کر کے "من شذ شذ فی النّار" کی وعید کا مصداق بن رہے ہوتے ہیں، اور پھر لطف یہ ہے کہ اگر کوئی شخص باہر سے آ کر مسلمانوں کے اس اجتماع کثیر کو دیکھے گا کہ جس میں سوائے چند آدمیوں کے سبھی دُعائے مغفرت کر رہے ہوتے ہیں، تو وہ یہی سمجھے گا کہ یہ چند لوگ (دُعا نہ مانگنے والے) کوئی غیر مسلم (ہندو یا عیسائی، یہودی) ہیں کیونکہ غیر مسلم اپنے مُردوں کے لئے دُعائے مغفرت نہیں کرتے۔

ایک غلط طریقہ: ہندوؤں کی عادت ہے کہ جب کوئی مسلمان مرجاتا تو وہ اس کے گھر جا کر دعائے مغفرت کرنے کی بجائے کہتے تھے "بھگوان کی مرضی" آج یہی طریقہ بعض نام نہاد مسلمان اپنا رہے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ

ہندو لوگ دُعائے مغفرت کرنے کی بجائے کہتے تھے ''بھگوان کی مرضی'' اور یہ لوگ دعائے مغفرت کرنے کی بجائے کہتے ہیں کہ ''اللہ کی مرضی''۔

مشابہت رکاوٹ: مسلمان سرکارِ دو عالم ﷺ اور مسلمانوں کا طریقہ اپنانے کی بجائے ہندوؤں کا طریقہ اپنا رہے ہیں اور اُدھر حضور اکرم ﷺ کی یہ حدیث پاک تو ہر ایک شخص نے سُنی ہوگی:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

(سنن ابی داود ، کتاب اللباس ،الباب فی لبس الشھرۃ، الجزء 11، الصفحۃ48،حدیث3512)

(مصنف ابی شیبہ، الجزء 7، الجزء 7، الصفحۃ639)

(مصنف عبدالرزاق، الجزء 11، الجزء 11، الصفحۃ454)

یعنی جو کسی قوم کی مشابہت کرتا ہے، پس وہ اُسی قوم کے حکم میں ہو جاتا ہے۔

جو شخص سرکارِ دو عالم شفیعِ معظم ﷺ اور مسلمانوں کے طریقہ کے خلاف کرے، اُس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔

ترجمہ : اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اُس کے کہ حق راستہ اُس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُسکے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

(پارہ ۵،سورۃ النساء، ایت ۱۱۵)

کسی مجمع میں اگر چند آدمی جماعتِ کثیرہ کی مخالفت کرتے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا نہ مانگیں، تو وہ یقیناً **یتبع غیر سبیل المؤمنین** کا مصداق بن رہے ہیں، انہیں آخرت کا خوف کرتے ہوئے ایسے فعلِ شنیع سے توبہ کرنی چاہیے۔

لیکن توبہ تو ان کی قسمت میں لکھی نہیں بلکہ اُلٹا مسلمانوں سے تمسخر (ٹھٹھا مذاق) کر کے اپنا نام جہنمیوں میں لکھوا رہے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝

ترجمہ : بیشک وہ جو میری عبادت سے اُونچے کھنچتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔

(پارہ ۲۴،سورۃ مومن، ایت ۶۰)

فائدہ: جولوگ دُعا سے تکبر کرتے ہیں، ان کے لئے جہنم کی وعید ہے۔ اور ایسے لوگ جو نہ خود دُعا مانگتے ہیں اور نہ دوسروں کو مانگنے دیتے ہیں، تو پھر ان کے لئے تو بطریقِ اولیٰ وعید جہنم ہوگی۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے عبادت و دُعا سے روکنے والوں کے متعلق غضب ناک ہوکر فرمایا:

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی o عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۔

ترجمہ: بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے۔ بندہ کو جب وہ نماز پڑھے۔ (پارہ ۳۰، سورۃ العلق، ایت ۹، ۱۰)

فائدہ: اہلِ فہم بتائیں کہ آیتِ کریمہ کن لوگوں کو ملامت کر رہی ہے انہی لوگوں کو جو ہمارے مدمقابل ہیں اور فرمایا:

قَالَ اخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ o اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ o فَاتَّخَذْتُمُوْھُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰٓی اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ وَکُنْتُمْ مِّنْھُمْ تَضْحَکُوْنَ o

ترجمہ: رب فرمائے گا دُتکارے پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔ بے شک میرے بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔ تو تم نے اُنہیں ٹھٹھا بنالیا یہاں تک کہ اُنہیں بنانے کے شغل میں میری یاد بھول گئے اور تم اُن سے ہنسا کرتے۔

(پارہ ۱۸، سورۃ المؤمنون، ایت ۱۰۸ تا ۱۱۰)

فائدہ: جولوگ ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنے والوں کا مذاق کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دُعا مانگتے دیکھ کر ایک دوسرے کی طرف طنزاً اشارے کرتے ہیں، تو وہ اس آیت پر غور کریں کہ ہاتھ اُٹھا کر دُعائے مغفرت کرنے والوں کا مذاق اڑا کر کیا وہ مذکورہ بالا آیت کا مصداق تو نہیں بن رہے؟

احادیثِ مبارکہ

(۱) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ یَسْأَلِ اللّٰهَ یَغْضَبْ عَلَیْهِ

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ، الباب منہ، الجزء 11، الصفحۃ 223، حدیث 3295)

یعنی "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا جو خدا تعالیٰ سے دُعا نہیں مانگتا، اللہ تعالیٰ کو اُس پر غضب آتا ہے"۔

فائدہ: جو شخص اللہ تعالیٰ سے دُعا نہ مانگے تو اللہ تعالیٰ کو اس پر غضب آتا ہے، تو جو شخص نہ خود دُعا مانگے اور نہ ہی دوسروں کو مانگنے دے، تو اس پر خدا تعالیٰ کے غضب کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں ہوگا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ O

ترجمہ : دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، ایت ۱۸۶)

فائدہ : اس آیتِ کریمہ سے ان لوگوں کا جھوٹ واضح ہو گیا جو یہ کہتے ہیں کہ نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنا ناجائز ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ عالیہ کے سراسر خلاف ہے۔ اِذَا دَعَانِ عموم پر دال ہے۔ تو جو شخص کہتا ہے کہ جنازہ کے بعد دُعا نہ مانگو، تو اس کو تخصیص ثابت کرنا ہوگی۔

دوسری جگہ فرمایا: وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط

ترجمہ : اور تمہارے رب تعالیٰ نے فرمایا مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا۔ (پارہ ۲۴، سورہ مومن، آیت ۶۰)

(۲) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، قال : إن ربکم حیی کریم یستحیی من عبدہ إذا رفع یدیہ إلیہ أن یردھما صفرا

(صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق ،الباب الادعیۃ، الجزء 4، الصفحۃ 242، حدیث 877)

یعنی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق تمہارا رب تعالیٰ بہت ہی حیا والا اور سخی ہے اور اُسے حیاء آتی ہے کہ اُس کا بندہ ہاتھ اُٹھائے اور وہ اُسے خالی لوٹا دے۔

فائدہ : جب یہ ثابت ہو گیا کہ ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنے والوں کی دُعا کو رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے اور ان کی دُعا کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔ تو جو لوگ میت کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنے سے منع کرتے ہیں شاید ان کو اپنے مُردے کے بخشوانے کی ضرورت نہیں ہے اور ان کو اپنے مُردے کے ساتھ دشمنی ہے کہ اگر ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگیں تو کہیں انہیں خدا تعالیٰ معاف ہی نہ کر دے۔ اب دُعا میں ہاتھ اُٹھانے کے متعلق ترغیب تو مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہو رہی ہے اور ساتھ ہی اجابتِ دُعا کی خوشخبری بھی دی جا رہی ہے۔ تو اب منکرین کو ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے میں نقصان کون سا ہے؟ بغیر اس کے کہ ان کی حالت سے تکبّر اور ذاتِ باری تعالیٰ سے بے پروائی ظاہر ہوتی ہے اور مسلمانوں کی اکثریت کے طریقے کی مخالفت کی وجہ سے ناراضگی خدا کا نشانہ بنتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سلوا اللہ عزوجل ببطون اکفکم ولا تسألوہ بظورھا فاذا فرغتم فامسحوا بھا وجوھکم

(السنن الکبری للبیھقی، الحزء 2، الحزء 2، الصفحۃ 212)

یعنی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے مانگو اور ہاتھوں کی پشت

کے ساتھ نہ مانگو اور جب دُعا سے فارغ ہو جاؤ تو دونوں ہاتھوں کو اپنے مونہوں پر پھیرو۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان عام ہے، یعنی جس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو چاہے کسی زندہ کے لئے مانگو، چاہے کسی مُردہ کے لئے مانگو، تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے مانگو۔ یہاں یہ بات ہر گز نہیں ہے کہ جب اپنے لئے دُعا مانگو یا اپنے کسی زندہ کے لئے مانگو تو ہاتھ اُٹھا کر مانگو۔ لیکن جب کسی مُردے کے لئے دُعا مانگنے لگو تو ہاتھ نہ اُٹھاؤ۔ یہ عام اپنے عموم پر ہے، اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کا یہ فرمان مُردہ کے لئے دعائے مغفرت کے ماسوا کے لئے ہے، تو پھر یہ عام مخصوص البعض ہوگا اور اسے دکھانا ہوگا کہ مخصص کون ہے؟ اور مخصص کے لئے کیا کیا شرائط ہیں؟ اور کیا اس میں یہ شرائط پائی گئی ہیں؟ اب حضورِ اکرم ﷺ کے اس فرمان کو پڑھ لینے کے بعد کوئی احمق ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ میّت کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا بدعت ہے۔

مُردے کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا ایسا فعل ہے کہ جس پر امتِ مسلمہ کے تمام گروہوں کا اتفاق ہے۔ حتیٰ کہ علمائے دیوبند بھی مردہ کے لئے آج تک ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگتے چلے آئے ہیں۔ تو اب اگر کوئی شخص میّت کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنے کو بدعت کہے تو سنّتِ رسول ﷺ کو بدعت کہنے کے ماسوائے اس کو اپنے آباؤ اجداد، استاد، پیر و مرشد اور ان کے تمام پیروکاروں کو بدعتی کہنا پڑے گا اور ایسا کہنے والا شخص وہی ہے جو کہتا ہے "ہر بدعت گمراہی ہے" تو پھر اس کو اپنے پیروں، استادوں اور اپنے باپ، دادا کو اپنے خیال کے مطابق ایسی گمراہی کے ارتکاب کی وجہ سے گمراہ اور ضال کہنا پڑے گا، لہٰذا ایسے کہنے والے شخص کو اپنے آباؤ اجداد، اُستاد، پیر و مرشد اور تمام مسلمانوں پر رحم کرتے ہوئے اپنے قول اور فعل سے توبہ کرنی چاہیے۔ بعض لوگ جان چھڑانے کے لئے اپنے جاہل مقتدیوں کی آنکھوں میں دُھول جھونکتے ہوئے کہتے ہیں کہ حدیث ضعیف ہے اسی لئے قابلِ عمل نہیں۔

(۳) رَفَعَ یَدَیْہِ ثُمَّ قَالَ اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ اَبِی عَامِرٍ

(صحیح مسلم ، کتاب فضائل الصحابة ، الباب من فضائل ابی موسی وابی عامر الاشعریین رضی الله عنهما، الجزء 12، الصفحة 297، حدیث 4554)

(مسند ابی یعلی الموصلی ، کتاب حدیث ابی موسی الاشعری ، الباب اللهم اغفر لعبید ابی عامر، ثم قال، الجزء 15، الصفحة 121، حدیث 7152)

یعنی حضرت عبید ابی عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لئے اُن کی وفات کی خبر سُن کر (حضور ﷺ نے) ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگی تھی۔

انتباہ: اس پُرفتن دور میں بعض نام نہاد توحید پرست شر پسند لوگ دُعا مانگنے سے سختی سے منع کر رہے ہیں اور اپنی تقریروں میں یہ کہہ رہے ہیں کہ جو شخص فوت شدہ شخص کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگے گا، تو ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے، یعنی ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے میّت کے لئے دُعا مانگنا ایک گناہِ کبیرہ ہے، کیونکہ فتویٰ ہمیشہ اس شخص کے خلاف

لگایا جاتا ہے جو کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہمیں تو ایسے لوگوں کا ایمان ہی متزلزل نظر آتا ہے۔ خدائے کریم سے دُعا مانگنے والوں کو نہ صرف دُعا سے روکنا، بلکہ ان پر فتویٰ لگانا یہ کسی عقل وخرد سے عاری شخص ہی کا کام ہوسکتا ہے اور ساتھ ہی جب مسلمانوں کو میت کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے منع کیا جارہا ہے تو یہاں پر انسانی ذہن ایک خاص بات کی طرف چلا جاتا ہے، وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنا تو ہر وقت جائز ہے اور اللہ تعالیٰ بھی دعا مانگنے والوں پر ہر وقت رحمت وشفقت فرماتا ہے، لیکن صرف ایک ہی صورت ایسی رہ گئی ہے کہ شاید وہ مردہ ایسا ہے کہ جس کے لئے دُعا مانگنا شرعی طور پر ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے روکا ہے:

(۱) مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ ○

یعنی نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں۔ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، ایت نمبر ۱۱۳)

اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے منافقین کے لئے بھی دعائے مغفرت کرنے سے روکا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

(۲) وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ○

یعنی اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اسکی قبر پر کھڑے ہونا۔ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، ایت ۸۴)

آخری گزارش: ہمارے ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے خواہ وہ نماز فرض عین ہو یا فرض کفایہ جیسے نماز جنازہ یا نمازِ نوافل یا ویسے ہی۔ کوئی نجدیوں کی تقلید میں ہاتھ اُٹھا کر دعا نہیں مانگتا تو وہ جانے اور ان کا خدا، بلکہ ایسے لوگوں کو نجدیوں کی ہر ادا محبوب ہے تو نماز کے بعد سرے سے دعا ء بھی نہ مانگیں کیونکہ جو لوگ حرمین شریفین سے ہو آتے ہیں ان سے تصدیق کرلیں کہ نجدی امام نماز کے سلام پھیرنے کے بعد دعا نہیں مانگتے۔

ہم نے مختصر چند دلائل عرض کردیے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

☆......☆......☆